بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلاَةُ وَالسَّلاَمُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

60: مومنوں کا قیامت کے دن اپنے ربّ کے دیدار کے ثبوت کا بیان

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابو العباس احمد ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ، اور جہاں پر رُکے تھے وہیں سے درس کا آغاز کرتے ہیں۔ آج کی نشست میں ایک نئے باب سے درس کا آغاز کرتے ہیں، شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ شرح میں فرماتے ہیں: "مومنوں کا قیامت کے دن اپنے ربّ کے دیدار کے ثبوت کا بیان"۔

شیخ ابن العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ مصنف رحمہ اللہ نے آیات بیان کی ہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ثبوت میں:

1-اِن میں سے جو پہلی آیت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ القیامۃ آیت نمبر 22 اور 23 میں: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝٢٣﴾(القیامۃ:22-23)۔

﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ﴾ (یعنی اُس دن سے مراد قیامت کے دن کچھ ایسے چہرے ہوں گے) ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ (یعنی خوبصورت)، اور ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ ضاد سے ہے، اور دوسرا جو ہے ﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾: ظاء سے ہے: اور دونوں میں فرق ہے۔

﴿نَّاضِرَةٌ﴾ جو ضاد سے ہے یہ نَضَرَ سے ہے جو حسن اور جمال کے معنی میں بیان ہوتا ہے، یہ لفظ نَضَرَ جو ہے ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ (خوبصورت چہرے)، اور اس پر دلالت قرآن مجید کی دوسری آیت بھی کرتی ہے سورۃ الانسان آیت نمبر 11 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَوَقٰىهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَلَقّٰىهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا﴾: ﴿نَضْرَةً﴾ (یعنی چہرے خوبصورت ہوں گے) ﴿وَّسُرُوْرًا﴾ (یعنی دل میں خوشی اور سرور ہوگا)۔ تو ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ یعنی خوبصورت چہرے ہوں گے۔

﴿اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾: ﴿نَاظِرَةٌ﴾ یعنی "بالظاء": یہ نظر سے یعنی دیکھنے سے ہے۔

﴿إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾: إلی حرف جَر ہے یہاں پر متعدی ہے اور یہ غایت کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور اس سے مراد یعنی چہروں سے، یا نظر کا معنی اس جملے میں پایا جاتا ہے، اور جو چہروں سے نظر ہوتی ہے وہ نظر آنکھ سے ہوتی ہے کیونکہ دوری قسم کی نظر جو ہے وہ بصیرت کی نظر جسے کہتے ہیں جس کا تعلق دل سے ہے (لوگ کہتے ہیں نا" کہ فلاں دل کی آنکھ سے دیکھتا ہے") دل کی آنکھ نہیں ہوتی، دل میں غور و فکر تدبّر جب انسان کرتا ہے تو اسے بصیرت کہتے ہیں اسے بھی نظر کہا جاتا ہے، لیکن جب حرف جَر "اِلی" کسی جملے میں نظر کے ساتھ بیان کیا جائے تو اس سے مراد وہ چیز ہے جس سے دیکھا جاتا ہے چہروں سے، اور آنکھوں کے سوا کوئی چیز نہیں ہے۔ تو اس سے مراد یہ ہے کہ کہ قیامت کے دن کچھ ایسے خوبصورت چہرے ہوں گے جو اپنے ربّ کا دیدار کر رہے ہوں گے۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): یہ جو خوبصورت چہرے ہیں اس آیت کریمہ میں یہ دلالت ہے کہ قیامت کے دن کچھ چہرے خوبصورت ہوں گے جو اپنے ربّ کا دیدار کر رہے ہوں گے، اور جب اپنے ربّ کا دیدار کریں گے تو اُن چہروں کے حسن و جمال میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

اور دونوں کا پھر تعلق بیان فرمایا ہے شیخ صاحب نے، فرماتے ہیں: کہ ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ حسن و جمال سے، اور ﴿نَاظِرَةٌ﴾ دیکھنے سے آپس میں کیا تعلق ہے؟

پہلے ﴿نَّاضِرَةٌ﴾ ہے، پھر ﴿نَاظِرَةٌ﴾ ہے، فرماتے ہیں: کہ جو نَضَرَ ہے جو خوبصورتی اور جمال ہے یہ تیاری ہے اپنے ربّ کا دیدار کرنے سے پہلے کہ چہرے پہلے پُر نور ہوں گے خوبصورت ہوں گے اور پھر جب ربّ کا دیدار کریں گے تو پھر مزید اُن کی خوبصورتی بڑھ جائے گی، اور اس آیت میں یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار آنکھوں سے کیا جائے گا قیامت کے دن، اور یہی قول ہے اہل سنت والجماعت کا (یعنی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کے تعلق سے کہ مومن جو ہیں قیامت کے دن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے) اور جو دلائل پیش کیے ہیں اہل سنت والجماعت نے اُن میں سے کچھ دلائل یہ ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے یہاں پر بیان کیے ہیں (یعنی عقیدۃ الواسطیۃ میں بیان کیے ہیں) اور اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی اور احادیث بھی ہیں جو متواتر احادیث ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام سے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سارے صحابہ نے نقل کیا ہے، اور

صحابہ سے بہت سارے تابعین نے نقل کیا ہے، اور تابعین سے بہت سارے اتباع التابعین نے نقل کیا ہے (یعنی روایت کی ہے) اور اسی طریقے سے۔

یعنی سند کے ہر طبقے میں بہت ہی کثیر تعداد میں راویوں نے ان احادیث کو روایت کیا ہے جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ وضاحت کی ہے اور یہ بیان کیا ہے کہ مومن جو ہیں قیامت کے دن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے۔

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جو نصوص ہیں ان میں جو دلالت ہے یہ "قطعیة الثبوت" ہے (یعنی قطعی طور پر یہ دلیل موجود ہے یقینی طور پر یہ مومن جو ہیں قیامت کے دن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے) کیونکہ دلائل جو ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت میں جو متواتر سنت ہے اس میں موجود ہیں۔

اور اس معنی میں ایک شعر بھی ہے جو علماء بیان کرتے ہیں (یعنی وہ کون سی چیزیں ہیں جو تواتر سے بیان ہوئی ہیں اُن میں سے بعض کو آپ نوٹ کرلیں یہ بہت اہم بات ہے) کہتے ہیں:

مِمَّا تَوَاتَرَ حَدِيثُ مَنْ كَذَبْ ... وَمَنْ بَنَى لِلهِ بَيْتًا وَاحْتَسَبْ
وَرُؤْيَةٌ شَفَاعَةٌ وَالْحَوْضُ ... وَمَسْحُ خُفَّيْنِ وَهَذِي بَعْضُ

یعنی جو متواتر (جو تواتر سے) حدیثیں یا احادیث ثابت ہیں "حَدِيثُ مَنْ كَذَبْ"۔

کون سی حدیث ہیں کوئی جانتا ہے؟ "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"۔

کتاب میں کیا لکھا ہوا ہے؟ یہ جو بیت ہے شعر کا جو نظر آرہا ہے کہتے ہیں: "مِمَّا تَوَاتَرَ حَدِيثُ مَنْ كَذَبْ ... وَمَنْ بَنَى لِلهِ بَيْتًا وَاحْتَسَبْ": پہلی حدیث (اب یہ مثالیں ہیں) وہ احادیث جو متواتر ہیں۔

کوئی پوچھے آپ سے کہ کسی ایک حدیث کی مثال دیں جو متواتر حدیث ہے، آپ کے پاس کیا مثال ہے؟ یہاں پر پانچ یا چھ ہیں:

1- پہلی حدیث کون سی ہے؟ "حَدِيثُ مَنْ كَذَبْ"۔ اس سے کیا مراد ہے؟ "مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" (جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)۔

2-دوسری ''وَمَنْ بَنَى لِلّٰهِ بَيْتًا وَاحْتَسَبْ'': جس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جنت میں اس کو گھر عطا فرمائے گا؛ یہ حدیث بھی متواتر ہے۔

3-''وَرُؤْيَةٌ'': رؤیت سے کیا مراد ہے؟ جو ہمارا موضوع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت کے دن یہ احادیث جو ہیں متواتر احادیث ہیں۔

4-''شَفَاعَةٌ '': شفاعت کی حدیثیں ساری کی ساری متواتر احادیث ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کریں گے، اور اہل ایمان بھی شفاعت کریں گے۔

5-''وَالْحَوْضُ'' سے کیا مراد ہے؟ حوض کوثر کے جو دلائل اور احادیث ہیں یہ سب متواتر ہیں۔

6-''وَمَسْحُ خُفَّيْنِ'': موزوں پر مسح کرنے کی احادیث بھی متواتر احادیث ہیں: ''وَهَذِي بَعْضُ'' سے مراد یہ بعض مثالیں ہیں ان متواتر احادیث کی (یعنی صرف یہ نہیں ہیں ''وَهَذِي بَعْضُ'' سے مراد بعض مثالیں ہیں)۔

اور متواتر احادیث کون سی احادیث ہیں؟ ابھی میں عرض کر چکا ہوں یہ وہ حدیثیں ہیں جن کے جو راوی ہیں ہر طبقے میں کثیر تعداد میں موجود ہیں یعنی صحابہ نے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کتنی تعداد میں؟ کثیر تعداد میں۔

تابعین نے صحابہ سے یہ حدیث روایت کی ہے کثیر تعداد میں، اتباع التابعین نے تابعین سے یہ روایت کی ہے کثیر تعداد میں، اور اُن کے بعد میں آنے والے راوی جو ہیں اتباع التابعین سے روایت کی کثر تعداد میں، کرتے کرتے جو مصنف ہے جس نے اس حدیث کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے وہاں تک یہ سلسلہ جو ہے طبقات کا رواۃ کا، اور یہ جو محدثین ہیں یہ سب کثیر تعداد میں روایت کر چکے ہیں، اسے کہتے ہیں متواتر حدیث۔

یہ شعر کا ایک بیت جو ہے یہ علماء جو ہیں یہ آسانی کے لیے (دیکھیں اب دو جملوں میں یا چار جملوں میں بہت ساری مثالیں آ گئی ہیں بہت ساری احادیث جمع ہو گئی ہیں) علم کو سمیٹنے کے لیے اور آسانی سے یاد کرنے کے لیے حفظ کرنے کے لیے علماء کے مختلف طریقے ہیں اُن میں سے ایک طریقہ یہ بھی ہے۔

اور یہاں پر جو شاہد ہے کون سا ہے؟ ''وَرُؤْيَةٌ'': کے لفظ میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار قیامت کے دن مومن (اپنے ربّ کا) کریں گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ النظر جو ہے یہاں پر اس سے مراد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، اور اس سے یہ بات لازم نہیں ہے (بڑی اہم بات ہے کیونکہ آگے میں بیان کروں گا کہ جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے اُن کے پاس کچھ شبہات ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ میں یہ شبہات بیان کروں گا اُن میں سے ایک شبہ یہ ہے جس کا جواب ابھی شیخ صاحب دے رہے ہیں) فرماتے ہیں: "ولا يلزم منه الإدراك": اللہ تعالیٰ کے دیدار سے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے سے قیامت کے دن، اِس سے یہ بات کبھی لازم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کے دیکھنے کا ادراک کیا جائے، یعنی احاطہ کیا جائے۔

یعنی مومن جب اپنے ربّ کا دیدار کریں گے قیامت کے دن مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا احاطہ کرلیں گے اور ہر اعتبار سے دیکھ لیں گے۔ احاطہ اور علم میں فرق ہے کہ نہیں جاننے میں؟ اللہ تعالیٰ کی معرفت دلوں میں ہے کہ نہیں؟ ہم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ موجود ہے کہ نہیں؟ یقیناً جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے جانتے ہیں علم رکھتے ہیں کہ نہیں؟ جو نہیں جانتا وہ مسلمان ہی نہیں ہے بھئی! اللہ تعالیٰ واحد ربّ ہے ہم جانتے ہیں واحد سچا معبود ہے یہ بھی جانتے ہیں، معرفت ہے کہ نہیں؟ علم ہے جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات بھی ہیں یہ بھی جانتے ہیں لیکن کی اس سے احاطہ ہوتا ہے؟ احاطہ نہیں ہوتا اس سے: یاد رکھیں ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلْمًا﴾(طٰہٰ:110): احاطہ اور چیز ہے، اور علم کا ہونا اور جاننا اور چیز ہے۔

یہاں پر بھی اسی طریقے سے جو بیان ہوا ہے وہ بھی یہی ہے کہ دیدار تو ہوگا لیکن احاطہ نہیں ہوگا اور جن لوگوں نے انکار کیا ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اُن کو غلط فہمی مغالطہ کہاں سے ہوا ہے؟ احاطے سے۔

اس لیے دیکھیں اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَّا تُدۡرِكُهُ ٱلۡأَبۡصَٰرُ وَهُوَ يُدۡرِكُ ٱلۡأَبۡصَٰرَ﴾: سورۃ الانعام کی آیت نمبر 103 میں "کہ آنکھیں اللہ تعالیٰ کا ادراک (احاطہ) نہیں کر سکتیں"، بالکل ایسے جیسے کہ ہم دل سے تو جانتے ہیں لیکن اس دل سے جاننے سے ادراک اور احاطہ لازمی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِۦ عِلۡمًا﴾(اور اللہ تعالیٰ کا علم سے احاطہ ممکن نہیں ہے)(طٰہٰ:110)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ ہم یقیناً جانتے ہیں اپنے ربّ کی معرفت رکھتے ہیں اپنے دلوں میں لیکن کیفیت اور حقیقت کا احاطہ اور ادراک نہیں کر سکتے، اور قیامت کے دن بھی اسی طریقے سے ہم اپنے ربّ کا دیدار کریں گے اپنی آنکھوں سے لیکن احاطہ اور ادراک نہیں کر پائیں گے۔

2- دوسری آیت اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ثبوت میں قیامت کے دن کہ مومن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے سورۃ المطففین میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنْظُرُوْنَ ۝٢٣﴾(المطففین:23): ﴿الْأَرَآئِكِ﴾: جمع أريكة ہے، اور أريكة کہتے ہیں کہ وہ تخت (خوبصورت تخت) جس کے اوپر جالی نما چیز لگی ہوتی ہے (اسے أريكة کہتے ہیں)۔

﴿عَلَى الْأَرَآئِكِ﴾(یعنی مومن جو ہیں قیامت کے دن جنت میں ان تختوں پر بیٹھے ہوں گے): جو خاص قسم کے تخت ہیں جو خوبصورت ہیں اور ان تختوں پر جالی نما چیز لگی ہو گی۔

﴿يَنْظُرُوْنَ﴾(دیکھ رہے ہوں گے): اور یہ عام ہے اس سے ہر وہ چیز جس سے اُن کو مزا آئے اور بہت ساری نعمتیں اور بھلائی اور خیر حاصل ہو جائے تَنَعُّم میں سے۔ یہ نہیں بیان فرمایا کہ کس چیز کی طرف دیکھ رہے ہوں گے، بلکہ عام ہے ہر وہ چیز جو اُن کے لیے خوشی کا باعث اور عظیم نعمت کا باعث بنے۔

اور سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی خوبصورت چیز، اور سب سے بڑا انعام اور احسان اور جو خوشگواری اور جو سرور اور خوشی ہو گی مومنوں کو قیامت کے دن جنت میں وہ ہے اپنے ربّ کا دیدار، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ المطففین میں: ﴿تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيْمِ﴾(المطففین:24): یعنی آیت کا سباق آپ دیکھیں "اُن کے چہروں میں جو نَضْرَةَ النَّعِيْمِ ہے وہ آپ جان جائیں گے": اتنے خوبصورت، خوشگوار چہرے ہوں گے، پُر نور چہرے ہوں گے جب ربّ کا دیدار کریں گے تو اُن چہروں کی خوبصورتی اور نور میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔

اور ان آیات کا سیاق جو ہے (یہ سورۃ المطففین کی آیات کا) بالکل ویسا ہے جیسا کہ سورۃ القیامۃ کی آیات جن کا پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں جو پہلی قسم کی آیات ہیں ثبوت میں: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝٢٢ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ﴾(القیامۃ:22-23): اِن دونوں کا سیاق اور سباق ایک جیسا ہے۔

کیونکہ عام ہے کیا دیکھیں گے؟ تو فائدے کے لیے ایک یہ دلیل تو مل گئی ہے جو ہمارا موضوع ہے "کہ مومن قیامت کے اپنے ربّ کا دیدار کریں گے": اب کیونکہ تختوں پر بیٹھ کر ہر وہ چیز دیکھیں گے جس سے اُن کو خوشی اور سرور اور اللہ تعالیٰ کا خاص انعام اور احسان ہو گا اُن میں سے ایک اور چیز بھی دیکھیں گے (وہ بڑی اہم بات ہے) جو موضوع سے باہر ہے لیکن کیونکہ بات دیکھنے کے تعلق سے آئی ہے اور مومن جو ہیں قیامت کے دن تختوں پر بیٹھ کر بہت ساری چیزیں دیکھیں گے، اُن میں سے یہ بھی دیکھیں گے کہ جو اُن کے بُرے دوست تھے دنیا میں (سبحان اللہ)۔

بُرے دنیا میں جو دوست تھے اُن کو دیکھیں گے جہنم میں جہنم کے اندر دیکھیں گے کہ اُن کو عذاب مل رہا ہو گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قَالَ قَآئِلٌ مِّنۡهُمۡ اِنِّیۡ كَانَ لِیۡ قَرِیۡنٌ﴾ (اُن میں سے ایک نے کہا کہ میرا دوست ہوا کرتا تھا (یعنی دنیا میں)) ﴿یَّقُوۡلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الۡمُصَدِّقِیۡنَ﴾ (تم واقعی سچ ماننے والے ہو (یعنی جو انبیاء دعوت لے کر آئے ہیں جو انبیاء کی تعلیمات ہیں (علیہ الصلاۃ والسلام) کیا واقعی تم سچ مانتے ہو؟ میں تو نہیں مانتا)) ﴿ءَاِذَا مِتۡنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیۡنُوۡنَ﴾ (کیا جب ہم مر جائیں گے اور بوسیدہ ہڈیاں بن جائیں گے ہم دوبارہ زندہ ہوں گے ہمارا حساب بھی ہو گا؟) سبحان اللہ (الصافات: 51-53)۔

تو یہ بُرا دوست تھا جو کافر تھا جو بدکار تھا، جو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتا تھا، بعث کا انکار کرتا تھا اور بعث کا انکار کرنا کفر ہے، تو کافر تھا۔ تو دنیا میں تو یہ بیزار ہو گیا (مومن اس کافر دوست سے بیزار ہو گیا) اُس کی بات نہیں مانی اور دونوں الگ الگ ہو گئے: ﴿قَالَ﴾ (پھر یہ کہے گا اپنے دوستوں سے) ﴿هَلۡ اَنۡتُمۡ مُّطَّلِعُوۡنَ﴾ (کیا تم دیکھتے ہو؟)۔ اور ﴿هَلۡ﴾ تشویق کے لیے ہے شوق پیدا کرنے کے لیے۔ کیا دیکھیں گے؟ اُس بُرے دوست کو جو دنیا میں بدکار تھا اور کفر کا راستہ اختیار کیا۔ ﴿فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیۡ سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ﴾ (پس اُس نے دیکھا (اور اُسے جب دیکھا) تو اُسے جہنم کی تہہ میں پایا) نعوذ باللہ (الصافات: 54-55)۔

"سبحان اللہ": شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ شخص جو ہے خود اَعلیٰ علیین میں ہے (کیونکہ جنت کے درجات ہیں جنت اَعلیٰ علیین ہے سب سے بلند جگہ ہے) اور وہ جو جہنم میں ہے جو بُرا دوست تھا دنیا میں وہ اَسفل سافلین میں ہے، یہ لمبی جو مسافت ہے اس کے باوجود بھی اُس نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے اپنی جگہ پر (اور قاعدہ یہ ہے کہ جو آخرت کے معاملات ہیں دنیا پر قیاس نہیں کیے جاتے)۔

دنیا میں تو جو یہاں پر مسجد میں ہم یہ سب چیزیں جو سامنے چیزیں ہیں اگر آپ کونے کی طرف دیکھیں مجھے صاف نظر نہیں آرہا، یا باہر کیا ہے اس مسجد کی دیوار سے باہر ہمیں کوئی پتہ نہیں کیا ہے۔

لیکن قیامت کے دن شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ) کہ جنت میں جنتی جو ہے وہ اپنی جو اس کی بادشاہت اور مملکت ہوگی وہ دو ہزار سال کی مسافت تک دیکھ سکے گا(یعنی دو ہزار سال اگر آپ تیز اونٹ پر چلیں اُس کی جو مسافت ہوگی کتنی ہوگی ؟ کتنے ہزار کلو میٹر ہوگا اللہ اٗعلم، وہ سب آپ بالکل مکمل وضاحت کے ساتھ دیکھ پائیں گے) یہ اصل نعیم ہے (سبحان اللہ)۔

تاکہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے جو بادشاہت دی ہے اگر آپ اس میں کچھ دیکھتے ہیں کچھ نہیں دیکھتے تو پورا مزا تو نہیں آئے گا نا! کیونکہ جنت میں جو بھی خیر اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھا ہے اُس کے ذرّے برابر بھی آپ کو کمی نہیں ہوگی کبھی، جو بھی خوشی ذرّے برابر کمی ہو ہی نہیں سکتی (اضافہ تو ہو سکتا ہے لیکن کمی نہیں ہو سکتی)۔

مکمل یا زیادہ کیسے ہوگا ؟ جب آپ اپنی تمام مملکت کا احاطہ کریں گے، اسے کہتے ہیں احاطہ اور دیکھنا کہ آپ کو پوری بادشاہت اور پوری جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو چیزیں عطا فرمائی ہیں جنت میں آپ سب کو دیکھیں گے اور سب کا مزا لیں گے۔

ایک تو دیکھ لیا، اب ذرا اس کا خطاب دیکھیں آپ (اُس تک آواز کیسے جا سکتی ہے ؟!) اٗعلیٰ علیین کا اٗسفل سافلین کا: ﴿قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ﴾ (اللہ کی قسم! تم تو مجھے برباد کرنے والے تھے) (الصافات:56): یعنی اگر میں نے تمہاری بات مان لی ہوتی دنیا میں تو میں بھی تمہارے ساتھ ہلاک ہو جاتا اور (نعوذ باللہ) آج اس مقام پر نہ ہوتا۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ دنیا میں یہ جو بُرا دوست تھا اسے بار بار راہ راست سے ہٹانے کی کوشش کرتا رہا، اور یاد رکھیں یہ قاعدہ ہے کہ بُرے دوست میں کبھی کوئی خیر نہیں ہے بُرے دوست اپنی بُرائی کی بیماری جو اچھوت بیماری ہے یہ لگا کر رہتے ہیں، دیکھیں ﴿تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ﴾ اللہ کی قسم! بہت قریب تھا کہ تو مجھے بھی ہلاک کر دیتا اپنے ساتھ۔

اس لیے یہ یاد رکھیں اچھا دوست وہ نہیں ہے جو آپ کی تعریفیں کرے جو آپ کی غلطی بیان نہ کرے جو آپ کو نصیحت نہ کرے، کبھی اچھا دوست نہیں ہے یہ سب سے بُرا دوست ہے! جبکہ دنیا والوں کو یہی دوست اچھے لگتے ہیں جو آپ کی تعریفیں کرتے ہیں آپ کی غلطی پکڑتے نہیں ہیں، آپ کو غلط دیکھ کر بھی آپ کو خبردار نہیں کرتے!

وجہ کیا ہے ؟ دیکھیں غلطیاں ہم سب سے ہوتی ہیں، بعض اوقات انجانے میں غلطی ہو جاتی ہے، بعض اوقات انسان کمزور ہو جاتا ہے اور غلطی کر بیٹھتا ہے، اور جو بُرے دوست ہوتے ہیں، کہتے ہیں "کچھ نہیں ہے"! یا تو پرواہ نہیں کرتے (خبر دار کرنا تنبیہ کرتا تو دور کی بات ہے پرواہ ہی نہیں کرتے!)۔ تو ہوگا کیا؟ جب آپ کو بتانے والا نہیں ہوگا پاؤں پھسل گیا ہے کسی نے تنبیہ نہیں کی ہے کسی نے سمجھایا نہیں ہے تو دوبارہ پھسلنے کا زیادہ چانس ہوتا ہے، لیکن جب کوئی شخص آکر آپ کو متنبہ کر دیتا ہے، کہتا ہے "اللہ سے ڈرو": یا کسی اور انداز سے کسی اچھے انداز سے آپ کو کہہ سکتا ہے کہ دیکھو ذرا ایسا معاملہ ہوا ہے جبکہ یہ دلیل ہے اور یہ حدیث ہے۔

اگر آپ سے کوئی بڑا یا سینئر ہے کوئی اور آپ اُس کی کوئی غلطی دیکھتے ہیں ڈائریکٹ (Direct) طریقے سے نہیں بیان کر سکتے تو اِن ڈائیریکٹ (Indirect) اور طریقے بہت سارے ہیں، غیر مباشر طریقے سے آپ کوئی آیت سنا دیں حدیث سنا دیں، اگر نہیں سمجھ رہا تو ڈائریکٹ (Direct) بھی کہہ سکتے ہیں بڑے چھوٹے کا اس میں مسئلہ نہیں ہے۔اصل بات یہ ہے کہ آپ اپنے اس دوست کو بُرے راستے سے بُرائی سے بچا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا رہے ہیں، اگر وہ ناراض ہو جاتا ہے اُس کی مرضی ہے اُس کی غلطی ہے آپ پر کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ آپ نے سچی دوستی کا ثبوت دیا ہے، اور قیامت کے دن آپ سُرخرو ہوں گے، اور وہ جو ہے اُس نے ذلت اور رسوائی اُٹھانی ہوگی۔

الغرض: ﴿إِن كِدتَّ لَتُرْدِينِ ۝٥٦ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝٥٧ أَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِينَ ۝٥٨﴾ إلى آخرہ (الصافات:56-58)۔

یہ آیت پڑھ لیں اس کا ترجمہ پڑھ لیں بڑے اچھے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ نے یہ قصہ جو ہے بیان فرمایا ہے ایک اچھے اور بُرے دوست کا کہ کس طریقے سے جو اچھا دوست ہے وہ اس بُرے دوست سے الگ ہو گیا اور پھر اُس نے راہ راست اختیار کی اور ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے ملی (الحمدللہ) اور وہ جنت میں داخل ہو گیا، اور دوسرا جو بُرا دوست تھا جو حق کا انکار کرتا رہا کس طریقے سے وہ اسفل سافلین جہنم میں داخل ہوا، اور دونوں میں کس طریقے کا فرق ہے آپ یہ دیکھ سکتے ہیں بڑے پیارے انداز میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ بعض لوگ جو ہیں وہ اس معاملے میں بڑے شکوک وشبہات کا شکار تھے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن مجید کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے کہ اُعلی علیین میں جنت میں ہے ایک شخص جو ہے وہ جہنم میں اپنے بُرے دوست کو دیکھتا بھی ہے پھر اُس سے بات بھی کرتا ہے؟!

یعنی اللہ کا فرمان تو حق اور سچ ہے اہل ایمان تو فورا تصدیق کر لیتے ہیں اُن کا ایمان ہے لیکن مثال کے طور پر شیخ صاحب فرماتے ہیں: کچھ ایسی چیزیں جو ہے جو "صنع البشر" انسان نے بنائی ہیں ابھی ٹیکنالوجی نے جب ترقی کی ہے جیسا کہ سیٹلائٹ کو دیکھ لیں آپ، اور جو وڈیو کالز ہوتی ہیں (جن کو "الأقمار الصناعية" کہتے ہیں (سیٹلائٹ کو)، اور "التلفونات التليفزيونية" وڈیو کالز کو)، اور اس طریقے سے اور چیزیں جو ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں، انسان دور دراز شخص کو دیکھتا بھی ہے اور اس سے بات بھی کرتا ہے۔

یہ چھوٹی سی مثال ہے دنیا میں انسان کی ایجاد کردہ چیز ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے "مالك الملك ذوالجلال والإكرام" کیا ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص جنت میں بیٹھ کر دوزخی کو دیکھے اور اس سے بات کرے؟! (سبحان اللہ)۔ جبکہ قاعدہ کیا ہے؟ کہ قیاس آخرت کے اُمور میں دنیا میں نہیں کیا جاتا۔

پھر واپس آتے ہیں ﴿عَلَى الْأَرَآئِكِ يَنظُرُونَ﴾: یہ عام ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار بھی کریں گے اور جو نعیم ہے جنت میں وہ بھی دیکھ لیں گے، اور جو جہنمیوں کو عذاب مل رہا ہو گا وہ بھی دیکھیں گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہاں پر ایک مشکل ہے!! وہ کیا ہے؟ کہ کس طریقے سے جو اہل ایمان ہیں (جنتی جو ہیں) وہ دوزخیوں کو دیکھیں گے اور اُن سے ایسی بات کریں گے جو اُن کے لیے ذلت اور رسوائی کا مزید سبب بنے گی؟!

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "واللہ": اللہ کی قسم! دنیا میں بہت سارے ایسے دوزخی ہیں جنہوں نے جنتیوں کو بہت تکلیفیں پہنچائی ہیں!! (حقیقت ہے کہ نہیں؟) اس کی مثال پھر دی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے سورۃ المطففین میں (اسی سورۃ میں): ﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ﴾: جو مجرم ہیں وہ مومنوں کو دیکھ کر ہنسی مذاق کیا کرتے تھے (یعنی) چاہے جب مجلسوں میں بیٹھے ہیں، چاہے جب راستے میں اُن کو دیکھتے ہیں، جب اُن سے ٹکراؤ ہوتا ہے اور دیکھتے ہیں اُن کو تو مذاق اڑاتے ہیں (المطففین: 29)۔

﴿وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَزُونَ﴾: یعنی جب اُن سے گزر ہوتا ہے تو﴿يَتَغَامَزُونَ﴾ اُن کی طرف اشارہ کر کے اُن کو بُرا بھلا کہتے ہیں مذاق اڑاتے ہیں(المطففین:30)۔

﴿وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمُ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ﴾: یعنی جو وہ کہتے ہیں جب گھر واپس آتے ہیں بڑے خوش خوش واپس جاتے ہیں کہ آج ہم نے مومنوں کو تکلیف پہنچائی ہے(المطففین:31)۔

﴿وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُّونَ﴾: جب اُن کو دیکھتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھیں یہ گمراہ ہیں(المطففین:32)۔

پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:﴿فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۝٣٤ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۝٣٥﴾ (اِسی سیاق اور سباق میں) آج مومن جو ہیں وہ کافروں کو دیکھ کر ہنسیں گے اور تختوں پر بیٹھ کر دیکھ رہے ہوں گے (المطففین:34-35)۔تو قاعدہ کیا ہے؟ **"الجزاء من جنس العمل"**۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کے تمام عدل و انصاف میں سے ہے کہ یہ جو دنیا میں مومنوں کو تکلیفیں پہنچایا کرتے تھے اب قیامت کے دن مومن جو ہیں بہت خوش ہوں گے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے اور یہ کہ وہ جہنمیوں کو دیکھ کر اب اُن کی جو ذلت اور رسوائی ہے اُس میں مزید اضافہ کریں گے۔

اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب میں سے ہے (نعوذ باللہ) حسرت دیکھیں آپ! یہ جو جہنمی ہے وہ بول تو نہیں پائے گا لیکن اُس کے عذاب میں یہ اضافہ ہوگا اور حسرت ہوگی کہ کاش! میں اگر اس کی بات مان لیتا دنیا میں تو آج میں یہاں پر نہ ہوتا ، وہ اچھا تھا میں بُرا تھا لیکن دنیا میں میں نے اپنی مرضی کی اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتے ہوئے آج میں جہنم رسید ہوا اور وہ اُس نے میری بات نہیں سُنی میں نے بڑی کوشش کی کہ وہ بھی کسی طریقے سے راہ راست سے ہٹ جائے وہ ڈٹا رہا آج وہ کس مقام پر ہے اور میں کس جگہ پر ہوں! (سبحان اللہ)۔

یہ بھی عذاب کا اضافہ ہے کہ نہیں؟ یہ بھی حسرت کے عذاب میں ہے پتہ ہے؟! حسرت بھی عذاب ہے! دیکھیں ندامت دنیا میں ہے۔ توبہ کی سب سے پہلی شرط اور درجہ کیا ہے؟ ندامت ہے اور دنیا میں کام آتی ہے، جس وقت ندامت کرنی تھی اُس وقت ہوئی نہیں اب قیامت کے دن ندامت اور حسرت جو ہے مزید عذاب کا سبب اور اضافہ ہوتا ہے یاد رکھیں! (نعوذ باللہ)۔

3- تیسری آیت اللہ تعالیٰ کے دیدار کے تعلق سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (یونس:26)۔ بے شک اگر آپ ایک ہی آیت یاد کر لیں تو یہی کافی ہے (میں بتاتا ہوں آپ کو) کیونکہ میں نے پچھلے درس میں بھی بتایا تھا اُس سے پہلے بھی بتایا تھا کہ یہ جو ہم پڑھ رہے ہیں یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا اور اس میں ہر بات کی دلیل ہے اور دلائل ہمیشہ یاد کرنے پڑھتے ہیں، اور بہت سارے دلائل میں اگر ایک ہی کافی ہوتا ہے باقی نور علی نور ہے یاد کریں تو اچھا ہے یاد نہ ہو تو کم سے کم ایک دلیل تو ہونی چاہیے۔

اب اگر اہل بدعت میں سے آپ کو کوئی شخص آ کر کہے کہ بھئی آپ لوگوں کا یہ عقیدہ ہے آپ لوگ کہتے ہیں "کہ اللہ تعالیٰ کا مومن دیدار کریں گے قیامت کے دن" کیا ثبوت ہے آپ کے پاس؟ کیا جواب ہونا چاہیے؟: جو دو دلیلیں گزر چکی ہیں وہ نہیں یاد ہو تیں تو یہ بہت آسان ترین ہے اور اس میں آیت بھی حدیث بھی ہے ابھی میں بیان کرتا ہوں، اور اس میں اجماع بھی ہے، اب دلیل دیکھیں: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سورۃ یونس آیت نمبر 26 یاد کر لیں: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾: یہ آیت کا حصہ ہے پوری آیت بھی نہیں ہے، آپ صرف یہی یاد کر لیں۔

﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾ (جن لوگوں نے احسان کیا اُن کے لیے حسنیٰ ہے اور اُس سے زیادہ بھی ہے)۔

﴿الْحُسْنٰى﴾: سے مراد سب جانتے ہیں، حسنیٰ سے مراد جنت ہے اِس میں اجماع ہے۔

﴿وَزِيَادَةٌ﴾: اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

اب جنت میں کیا زیادہ ہو سکتا ہے آپس کی بات ہے! اب جنت سب سے بڑا انعام اور احسان ہے نا۔ سب سے بڑا انعام اللہ تعالیٰ کا کیا ہے؟ جنت ہے جنت سے بڑھ کر کوئی انعام نہیں ہے۔ اب وہ زیادہ کیا ہو سکتا ہے پھر؟! وہ کون سی چیز ہے جو جنت کے انعام سے بھی بڑھ کر ہے کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار (سبحان اللہ)۔

پہلے آپ ترتیب دیکھیں الفاظ کی: ﴿لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ﴾: چار الفاظ ہیں، پتہ ہے آگے پیچھے کیے گئے ہیں الفاظ۔ اصل جملہ ہے "الحسنى وزيادة للذين أحسنوا": یہ ترتیب جس کا حق پیچھے ہے اُس کو آگے کیا جاتا ہے یہ کس لیے ہوتا ہے؟ تخصیص کے لیے کہ خصوصی طور پر اُن لوگوں کے انعام اور احسان ہے جو دنیا میں احسان کیا کرتے تھے۔

اب ربّ کا دیدار سب سے لیے تھوڑا ہوتا ہے جنت میں ہر بندہ داخل ہوتا ہے کیا؟ احسان کرنا ہوگا دنیا میں پھر حسنیٰ اور اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے۔

اس لیے دیکھیں: ﴿لِلَّذِیۡنَ﴾: خبر مقدم ہے۔ پہلے مبتدأ ہوتا ہے پہلے خبر ہوتی ہے گرامر میں؟ مبتدأ پہلے اور خبر بعد میں ہوتی ہے۔ اب آیت کی ابتداء خبر سے یا مبتدأ سے ہے؟ ﴿لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوۡا﴾: خبر پہلے ہے۔ ہونا کیا چاہیے تھا؟ ''الحسنى وزيادةٌ للذين أحسنوا'' یہ ترتیب تھی نا۔ اب ترتیب کیا ہے یہاں پر؟ ﴿لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَ زِیَادَۃٌ﴾۔ یہ ترتیب کیوں آگے پیچھے کر دی گئی ہے؟ تاکہ تخصیص کا پیغام ہو کہ اگر آپ اُن میں شامل ہونا چاہتے ہیں اس خصوصیت میں پھر احسان کا راستہ اختیار کرنا پڑے گا اور احسان سب سے بلند ترین مرتبہ ہے دین اسلام کا، پہلے اسلام ہے پھر ایمان ہے پھر احسان ہے۔ اور ان مراتب کو طے کرنے کے لیے ایک چیز ہے وہ کون سی ہے؟ تقویٰ ہے۔ اس لیے اکثر آیات میں ﴿اتَّقُوا اللّٰہَ﴾: جمعہ کے خطبے میں اکثر آیات میں جب خطیب بیان کرتا ہے خطبۃ الحاجۃ میں کون سا پیغام ہے؟ ﴿اتَّقُوا اللّٰہَ، اتَّقُوا اللّٰہَ﴾۔

وجہ کیا ہے؟ اگر آپ تقویٰ کا راستہ اختیار کر لیں تو پھر اسلام میں مزید مضبوطی ہوگی، ایمان مضبوط ہوگا، ظاہر اسلام سے ایمان مضبوط ہوگا عقیدہ مضبوط ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ پھر احسان کا درجہ یہ مومن پالے گا اور جسے اللہ تعالیٰ یہ درجہ عطا فرمائے پھر اُس کے لیے جنت آسان ہو جاتی ہے پھر جنت میں داخل ہو جاتے ہیں، پھر اُن کے لیے حسنیٰ ہے اور زیادۃ بھی ہے۔ یہ تو قرآن کی آیات ہیں، سب سے عظیم تفسیر قرآن مجید کی قرآن مجید خود ہے، اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کیونکہ وحی ہیں دونوں۔ قرآن وحی ہے وحی کی تفسیر وحی سے ہی بہترین تفسیر کا امکان ہے، جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب اس آیت کو تلاوت فرمایا ﴿لِلَّذِیۡنَ اَحۡسَنُوا الۡحُسۡنٰی وَ زِیَادَۃٌ﴾: فرمایا "زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے قیامت کے دن"۔

اب کوئی اعتراض کر سکتا ہے؟ مجھے بتائیں کیا یہ کافی نہیں ہے؟ یعنی "قال الله وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم" واضح ہے، صحیح مسلم کی حدیث سے سند بھی متن بھی حدیث کا صحیح ہے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کہ حدیث ضعیف ہو سکتی ہے۔ حدیث بھی صحیح ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی حق ہے سچ ہے اہل بدعت بھی مانتے ہیں۔

قرآن کو صحیح تو مانتے ہیں نا ہر مسلمان مانتا ہے کہ نہیں؟ اب اِس کے بعد اُن کے پاس کیا باقی رہتا ہے؟ غلط فہمی، شبہات، جن کو اگلے درس میں میں بیان کروں گا جواب دوں گا ان شاءاللہ۔

اس آیت میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: ثبوت ہیں کہ مومن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے قیامت کے دن کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس آیت کی تفسیر جب بیان فرمائی ہے تو فرمایا ہے کہ زیادۃ سے مراد اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی قرآن کا علم جاننے والا نہیں ہے اس میں کسی کو شک نہیں ہے۔

ایک اور اس میں فائدہ بھی ہے: دیکھیں جب ہم دنیا کے نعیم کی بات کرتے ہیں، "نعیم" ہر وہ خیر، بھلائی، خوشی، دل کا سرور، آنکھوں کی ٹھنڈک، اور جسم سے جس چیز کا تعلق ہوتا ہے یہ سب نعیم ہیں۔

اس لیے جب جنت کی بات ہوتی ہے تو اس میں کھانا ہے، پینا ہے، اور ازواج مطہرات ہیں (بیویاں ہیں) یہ ساری چیزیں ان سے تعلق کس چیز کا ہے؟ بدن کا تعلق ہے (جسم کا تعلق ہے نا)، تو یہ جسم کا نعیم ہے، اور اس کے تابع ہوتا ہے دل کا سرور اور دل کی خوشی۔ ایسے ہی ہوتا ہے نا؟

جب آپ اچھا کھانا دنیا میں اچھا کھاتے ہیں دل میں خوشی ہوتی ہے کہ نہیں؟ جب بھوکے ہوتے ہیں اس لیے حدیث میں کیا آیا ہے روزے دار کے لیے؟ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں نا۔ خوشی دل سے ہوتی ہے نا یا جسم سے ہوتی ہے؟ انسان خوش کب ہوتا ہے؟ خوشی جو ہے وہ دل سے انسان خوش ہوتا ہے۔ تو روزے دار جب روزہ افطار کرتا ہے دو خوشیاں کیوں ہوتی ہیں؟ ایک تو جسم میں جب کھانا کھائے گا تو خوش ہو جائے گا، پھر قیامت کے دن جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے اُجر و ثواب رکھا ہے وہاں پر خوش ہو گا۔

تو قاعدہ یہ ہے کہ جب جسم خوش ہوتا ہے تو دل اُس کا تابع ہوتا ہے، اور جو نعیم ہے جنت کا وہ دو قسم کا ہے: ایک تو جنت کا وہ نعیم ہے جو ہم سب جانتے ہیں جس میں کھانا ہے پینا ہے، پھل ہیں، ازواج مطہرات ہیں (بیویاں ہیں)، یہ سب ہیں اور دل کا سرور اس کے تابع ہے۔ دل کا اپنا نعیم بھی الگ سے ہے پتہ ہے؟ وہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار، یہ دل کا الگ سے نعیم ہے جس سے دل کو خوشی ہوتی ہے، جیسا کہ جسم کو خوشی ہوتی ہے کھانے سے پینے سے، اسی طریقے سے دل کو الگ سے کہ ایک تو جسم کے تابع ہے (وہ تو الگ سے ہے) لیکن جو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا نعیم ہے وہ اُس سے بڑھ کر ہے جو جسم کو نعیم

ملے گا جنت میں۔یعنی آپ حور کو دیکھتے ہیں، آپ جب پھل کھاتے ہیں جو آپ کو خوشی ہو گی وہ جسم کی خوشی ہے اِس سے بڑھ کر جو خوشی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی خوشی ہوتی ہے۔

سوال: کعبہ کو دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے؟

جواب: کعبہ کو دیکھ کر خوشی محسوس ہوتی ہے: وہی نا، آپ جو اچھا عمل کرتے ہیں صالح عمل کرتے ہیں تو ظاہر ہے اس میں خوشی ہوتی ہے، لیکن آپ دیکھیں جو نعیم ہوتا ہے (یہ بھی نعیم ہے دنیا کا) جو جنت کا نعیم ہے یعنی ہم ابھی تک یہی سمجھتے ہیں کہ جو کھانا ہے پینا ہے یہ سب لذتیں ہیں اور دل بھی خوش ہوتا ہے ظاہر ہے لیکن دل کی خوشی اِن سب چیزوں کے تابع ہے، جیسے انسان دنیا میں بھوکا ہوتا ہے کھاتا ہے خوش ہو جاتا ہے۔کیا خوشی ہوتی ہے کہ نہیں؟ جتنا اچھا کھانا کھاتے ہیں مزیدار جو آپ کو من پسند ہے اتنی خوشی ہوتی ہے کہ نہیں؟ تو کھانے سے خوشی کا کیا تعلق ہے؟ جب کھانا پیٹ میں جاتا ہے خوشی دل میں ہوتی ہے، دل کی خوشی جو ہے وہ جسم کی خوشی کے تابع ہوتی ہے، یہ الگ سے نعیم ہے، قیامت کے دن جب جنت میں جو نعیم ہو گا اور خوشی ہو گی اور جو بھی بھلائی اور جو بھی انعام اور احسان ہو گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ جسم کا الگ ہے دل کا الگ ہے، دل کا نعیم ایک ہے، دل کا نعیم جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے اور وہ جسم کے نعیم سے کئی گنا زیادہ ہے (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: سب سے پہلے شیخ صاحب دعا کرتے ہیں، ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں: "نسأل الله أن يجعلنا ممن يراه": ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن میں شامل کر دے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے قیامت کے دن۔

پھر فرماتے ہیں: یہ نعیم جو اس کی کوئی نظیر کوئی مثل نہیں ہے، نہ تو پھل ہیں، نہ جو نہریں ہیں اور نہ ہی اِس کے علاوہ جو چیزیں ہیں، جو زیادۃ ہے وہ حسنیٰ سے بڑھ کر ہے۔ حسنیٰ سے بڑھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا دیدار جو حسنیٰ اور جنت میں جو بھی چیزیں ہیں اُن سے بھی بڑا نعیم اور بڑا احسان ہے۔

4- چوتھی آیت اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ثبوت میں کہ مومن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے قیامت کے دن، سورۃ ق آیت نمبر 35 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَهُم مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا وَلَدَيۡنَا مَزِيدٌ﴾ (اُن کے لیے (یعنی اہل جنت کے لیے) جو بھی چاہتے ہیں وہ ملے گا) ﴿وَلَدَيۡنَا مَزِيدٌ﴾ (اور ہمارے ہاں اُس سے بھی زیادہ ہے) (ق:35)۔

﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا﴾:اُن کے لیے جو وہ خواہش کریں گے جو وہ چاہیں گے اُن کو ملے گا(یعنی جنت میں)۔

پھر ایک حدیث ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں:"وقد ورد في الحديث الصحيح"۔

جبکہ صحیح بات یہ ہے کہ حدیث جو ہے سنداً ضعیف حدیث ہے، سنن ترمذی میں علامہ البانی نے ضعیف کہا ہے اور معروف حدیث ہے: کہ ایک شخص نے ایک بدو نے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو کیا اس میں مجھے گھوڑا ملے گا (وہ گھوڑے کا شوقین تھا) کیا جنت میں گھوڑے بھی ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:"جب آپ جنت میں داخل ہوں گے (یعنی پہلے تو ایسا عمل کرو جنت کے لیے کہ جنت میں داخل ہو جاؤ) پھر آپ جو چاہیں گے آپ کو ملے گا اور ایسا گھوڑا ملے گا جو سُرخ یاقوت کا گھوڑا ہو گا جو جنت میں اُڑتا رہے گا اور جہاں پر آپ چاہیں گے آپ کو پہنچا دے گا"، پھر دوسرے بدو نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا جنت میں اونٹ بھی ہوں گے؟ (سبحان اللہ، کیونکہ مجھے اونٹ بہت پسند ہے) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:"کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت میں داخل کر لیا تو پھر آپ اُس میں ہر وہ چیز پائیں گے جو آپ چاہتے ہیں اور جس سے آپ کو آنکھوں کی لذت بھی حاصل ہو جائے"۔

یہ سند کے اعتبار سے حدیث تو ضعیف ہے لیکن معنی صحیح ہے حدیث کا۔ معنی کیسے صحیح ہے؟ کیونکہ قرآن مجید کی آیت اور بعض دیگر احادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں جیسا کہ اسی آیت میں:﴿لَهُمْ مَّا يَشَآءُونَ فِيهَا﴾: گھوڑا بھی ہو گا؟ جو بھی آپ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کہ جو بھی آپ چاہتے ہیں ملے گا"، یہ تو قرآن کی آیت ہے نا۔ اچھا گھوڑا ہو گا؟ کیونکہ آپ گھوڑا چاہتے ہیں ملے گا نہیں ملے گا؟ آپ اونٹ چاہتے ہیں، آپ لینڈ کروزر (Land Cruiser) گاڑی چاہتے ہیں کسی چیز کی قید ہے کہ یہ نہیں ہو سکتی؟ کیونکہ لفظ کیا ہے؟ عام ہے، عام میں سب شامل ہے۔

میں ویسے ہی کہہ رہا ہوں گھوڑا اور یہ، جب جنت میں داخل ہو جائیں گے نا یہ سب چیزیں نکل جائیں گی کیونکہ ایسے نظارے اور چیزیں ہوں گی تو یہ کوئی حیثیت نہیں ہو گی! یہ لینڈ کروزر (Land Cruiser) اور مرسڈیز (Mercedes) ان کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی!

جو کم سے کم جنتی ہو گا (جیسے آگے شیخ صاحب بیان کریں گے) اُس کو دنیا کا جو بادشاہ ہے کون سا بڑا بادشاہ ہے؟ "ایکس وائی زیڈ" جو بھی ہے اُس کا دس گنا زیادہ کم سے کم جنتی کو ملے گا، جو کم سے کم جنتی ہے دنیا کے بادشاہ سے دس گنا زیادہ اُس کی بادشاہت ہو گی) اب وہ دیکھے گا کہ لینڈ کروزر (Land Cruiser) کیا ہے اور مرسڈیز (Mercedes) کیا ہوتی ہے؟! (سبحان اللہ)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو بھی انسان تمنا کرے گا خواہش کرے گا قیامت کے دن وہ اسے ملے گی، یہاں تک کہ بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وہ اولاد کی تمنا کرے گا قیامت کے دن جنت میں تو اللہ تعالیٰ وہ بھی انہیں دے دے گا۔

جبکہ وہاں پر بچے ہوں گے جنت میں؟ ولدان مخلدون (الواقعہ:17) اور ہیں یہ اور انعام ہے، خدمت کے لیے ولدان مخلدون بچے ہوں گے لیکن اپنے جو بچے ہیں وہ سب جوان ہوں گے ناوہاں پر (سبحان اللہ)۔ کوئی خواہش کرتا ہے کہ مجھے اولاد کی چاہت ہے میں چاہتا ہوں کہ میری اولاد ہو اللہ دے دے گا (سبحان اللہ)، تو اس عموم میں یہ سب شامل ہیں۔

دوسری آیت میں سورۃ الزخرف 71 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾ (الزخرف:71)۔

﴿وَفِيهَا﴾: یعنی جنت میں۔

﴿مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ﴾: جو بھی آپ خواہش کرتے ہیں یا چاہتے ہیں (جو بھی نفس خواہش کرتے ہیں یا چاہتی ہے) جنت میں موجود ہے۔

﴿وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ﴾: جو آنکھوں کے لیے لذت بھی ہوتی ہے۔

اوراس سے بڑھ کر: ﴿وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾: اور تم اُس میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہو گے۔

اس آیت میں جو شاہد ہے: ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ﴾ اور جو تم چاہتے ہو اُس سے زیادہ بھی ہمارے پاس ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (ق:35)۔

یعنی انسان اگر کوئی چیز چاہتا ہے اسے وہ بھی ملے گا، اوراس سے زیادہ بھی ملے گا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: صحیح حدیث میں آیا ہے صحیح مسلم کی حدیث میں کہ جنت میں جو شخص آخر میں داخل ہو گا تو اللہ تعالیٰ اسے نعیم میں سے دیتا رہے گا، اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا تم راضی ہو؟"، وہ کہتا ہے ہاں میں راضی ہوں، "تو پھر یہ بھی تمہارے لیے ہے"۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا راضی ہو؟ وہ کہتا ہے ہاں اللہ راضی ہوں میں، "پھر یہ بھی تمہارے لیے ہے": یہاں تک کہ "ویقول: له: "لك مثله وعشرة أمثاله""(یہ بھی تمہارے لیے ہے اور اس سے دَس گنا بھی تمہارے لیے ہے (سبحان اللہ))۔

یعنی جو اُس نے چاہا ہے اُس سے بڑھ کر ملا کہ نہیں؟ اُس سے بڑھ کر ملا ﴿وَلَدَيْنَا مَزِيْدٌ﴾۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "كثير من العلماء" بعض کثیر علماء نے یہ تفسیر کی ہے ﴿مَزِيْدٌ﴾ کی کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار اس سے مراد ہے کیونکہ سب سے بڑا انعام اور احسان جو ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کا دیدار۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو آیات مصنف نے بیان کی ہیں وہ چار ہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کے ثبوت میں قیامت کے دن، تو مومن اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، اور پانچویں آیت یہ امام شافعی رحمہ اللہ نے بیان کی ہے بطور دلیل، سورۃ المطففین آیت نمبر 15 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ﴾ (ہر گز نہیں، بے شک وہ جو ہیں اپنے ربّ سے (قیامت کے دن یعنی) محجوب ہوں گے: (روک دیئے جائیں گے اپنے ربّ کے دیدار سے)) (المطففین:15)۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں: کہ اُن کو اللہ تعالیٰ کے دیدار سے اس لیے روکا گیا ہے پردے میں رکھا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن سے ناراض ہو گا، اور جب اللہ تعالیٰ یعنی جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے دیدار سے اسے منع کرتا ہے اِس سے مراد یہ ہے کہ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اُن کو اپنا دیدار کراتا ہے، اور یہ "استدلال قوي جداً" یعنی بہت ہی قوی استدلال ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیت سے یہ دلیل پکڑی ہے۔

یعنی اگر سارے کے سارے اپنے ربّ کا دیدار نہیں کریں گے تو پھر صرف خصوصی طور پر ان کا ذکر کیوں ہوا جن کو منع کیا جائے گا؟ یعنی جب ایسے لوگ ہوں گے قیامت کے دن جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا اور اللہ تعالیٰ اپنے دیدار سے اُن

کو منع کردے گا وہ اپنے ربّ کا دیدار نہیں کر سکیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے علاوہ وہ لوگ بھی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔

واضح ہے کہ نہیں؟ یہ دلیل جو ہے بالکل واضح دلیل ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ مومن جو ہیں وہ اپنے ربّ کا دیدار کریں گے اور اُن کو اپنے ربّ کے دیدار سے نہیں روکا جائے گا، اور اس سے یہ ثابت ہوا کہ صرف چار نہیں بلکہ پانچ آیات جو ہیں وہ بیان ہوئی ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ یہ بھی آیت ہم بیان کرتے ہیں (شیخ صاحب فرماتے ہیں) سورۃ الانعام آیت نمبر 103 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ﴾۔

اور یہ اگلے درس میں ان شاءاللہ شیخ صاحب فرماتے ہیں بیان کریں گے کہ جو انکار کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے دیدار کا یہ انہوں نے دلیل پکڑی ہے یہ غلط فہمی اُن کو ہوئی ہے بلکہ اس میں دلیل ہے کہ مومن اپنے ربّ کا دیدار کریں گے ناکہ دیدار نہیں کریں گے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ اہل سنت والجماعت کا قول ہے اور عقیدہ ہے اللہ تعالیٰ کے دیدار میں اور یہ اُن کے دلائل ہیں اور یہ بالکل واضح اور ظاہر دلائل ہیں اِن کا انکار کرنے والا صرف جاہل یا متکبر ہی ہو سکتا ہے، اور ان دلائل کی مخالفت کی ہے کچھ گروہ ہیں اہل تعطیل میں سے جہمی، معتزلہ، اور اَشاعرہ وغیرہ سے (ماتریدیہ وغیرہ سے بھی یعنی) جنہوں نے کچھ دلائل پکڑے ہیں جو سمعی یعنی قرآن اور سنت سے دلائل ہیں، اور بعض عقلی دلائل ہیں جو بالکل ناکارہ ہیں جن کی یعنی جو دلیل ہو ہی نہیں سکتی۔

یعنی اُن کے نزدیک تو دلیل ہے لیکن حقیقتاً اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ صرف شبہات ہیں غلط فہمیاں ہیں اور دلائل کبھی ہو نہیں سکتے۔

اور اگلے درس میں ان شاءاللہ یہاں سے درس کا آغاز کریں گے جو اہل التعطیل ہیں جو مخالفین ہیں جنہوں نے مخالفت کی ہے اہل سنت والجماعت کی اس باب میں کہ مومن جو ہیں قیامت کے دن اپنے ربّ کا دیدار نہیں کریں گے، اُن کا یہ عقیدہ ہے اور مومنوں کے اس عقیدے کا انکار کیا ہے کہ مومن جو ہیں اپنے ربّ کا دیدار کریں گے قیامت کے دن، تو

ان کی جو غلط فہمیاں ہیں اور شبہات ہیں اگلے درس میں ان شاء اللہ بیان کریں گے اور جو دلائل ہیں وہ بھی بیان کریں گے۔

((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (60.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔